مصری فوج نہر کی حفاظت کا کام بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ نہر کے انتظامی ادارہ کو جس معاہدہ کے مطابق اختیارات حاصل تھے وہ بھی ۱۹۶۸ء میں ختم ہو جاتا کیونکہ اس کی تجدید سے مصر نے ۱۹۵۰ء میں ہی انکار کر دیا تھا اور اب تو توسیع کا کوئی بعید امکان بھی باقی نہیں رہا تھا چنانچہ برطانیہ اس بات سے متفق ہو گیا تھا کہ ۱۹۶۸ء میں نہر کا انتظام بھی مصر کے تفویض کر دیا جائے۔ اب اگر قومی مصالح اور مفاد کے تحت مصر نے اپنا مالکانہ حق استعمال کر کے نہر کو قومی ملکیت قرار دے دیا تو برطانیہ اس قدر برہم کیوں ہے؟ برطانوی ہند کی آزادی کے بعد سامراجی تقاضے باقی نہیں رہے اور تجارتی مفاد اور جہازرانی کی آزادی کی ضمانت دینے پر خود مصر بھی آمادہ ہے۔ ان حالات میں اس نازک مسئلہ کا حل یہی ہو سکتا ہے کہ مصر کے اقتدارِ اعلیٰ کو مجروح کئے بغیر جہازرانی کی پوری آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ فرانس کے برعکس برطانیہ سیاسی بصیرت اور تدبر و فراست سے کام لیتا ہے۔ اس لئے غالب امکان یہ ہے کہ تمام دھمکیوں کے بعد آخرکار برطانیہ ایسی تجاویز قبول کرلے گا جو آزادانہ جہازرانی کی مؤثر ضمانت ہوں۔ لیکن اس کے بعد وہ جو حربے اختیار کرے گا اُن سے محفوظ رہنے کے لئے مصر کا ہوشیار اور محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔

تونس کے عظیم ترین رہنما اور موجودہ وزیرِ اعظم حبیب بورقیبہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ ازدواجی زندگی میں اصلاح کی تجاویز کو قانونی شکل دے دی گئی ہے اور یہ قانون یکم جنوری ۱۹۵۷ء کو نافذ ہو جائے گا۔ اس قانون کے بموجب تعدد ازدواج کو ممنوع کر دیا گیا ہے اور شوہر کا یہ آمرانہ حق باقی نہیں رہا کہ وہ جب چاہے بیوی کو زبانی طلاق دے کر اس کی قسمت پر مُہر لگا دے۔ طلاق کے بارے میں تصفیہ کرنے کے تمام اختیارات عدالتوں کو دئے گئے ہیں جن کا یہ بھی فرض ہے کہ عورت اور اس کے بچّوں کے حقوق کا پورا تحفّظ کریں۔ پندرہ سال سے کم عمر میں لڑکی کی شادی خلاف قانون قرار دی گئی ہے۔ والدین کی مرضی کے خلاف شادی نہ کرنے کی پابندی کو ختم کر کے عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ بیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنی پسند کے مرد سے شادی کر سکتی ہے۔ غیر اسلامی رسوم و رواج نے مسلم معاشروں کو اس بُری طرح متاثر کیا ہے کہ اصلاحی قوانین کے جبری نفاذ کے بغیر ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ تونس نے آزادی حاصل کرنے کے بعد چند مہینوں کے اندر ہی عملی قدم اٹھا کر قابلِ تقلید مثال پیش کی ہے۔ ہماری حکومت نے بھی اس مقصد کے تحت ایک کمیشن مقرر کیا تھا جس نے بڑی محنت و مستعدی سے کام کر کے اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ اور اس جامد طبقہ کے سوا جس کی دینی بصیرت سے محرومی اسلامی معاشرہ کے زوال و انحطاط اور دینِ حق کی بدنامی کا باعث ہوئی ہے تمام ملک نے کمیشن کی تجاویز کو سراہا ہے۔ لیکن یہ تجاویز ابھی تک سفارشات ہی کی منزل میں ہیں حالانکہ معاشرتی فلاح و بہبود کا یہ تقاضا ہے کہ عائلی اور ازدواجی زندگی میں اصلاح کی تجاویز کو جلد از جلد قانونی شکل دے کر نافذ کیا جائے۔